سیر وسوانح

حضرت بلالؓ

عہد نبوی میں شعبۂ مالیات کے ذمہ دار

مولانا محمد الیاس نعمانی ندوی

سیدنا حضرت بلال رضی اللہ عنہ یوں تو حبشی الاصل ہیں، لیکن آپ عرب میں ہی پیدا ہوئے اور وہیں رہے۔ آپ کے والدین (والد رباح اور والدہ حمامہ) بھی غلام تھے، لہذا آپ نے بھی غلامی کی زندگی ہی میں آنکھ کھولی اور ایک زمانہ تک غلام رہے۔ آپ کس کے ملازم تھے؟ مصادر اس سوال کے جواب میں متفق نہیں۔ بعض میں آپ کو امیہ بن خلف کا غلام بتایا گیا ہے[۲] بعض آپ کو بنو جمح کے کسی گمنام فرد کا غلام کہتے ہیں[۳] جب کہ بعض مصادر سے پتہ چلتا ہے کہ آپ بنو جمح کے ایک فرد عبداللہ بن جدعان کے غلام تھے [۴]

ولادت عام الفیل سے تین سال بعد بنو جمح کے درمیان مقام سراۃ میں ہوئی[۵] اور وہیں پرورش و پرداخت بھی ہوئی۔ بنو جمح میں بحیثیت غلام زندگی گزار رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت شروع کی۔ جن چند لوگوں نے آپ ﷺ کی دعوت کو ابتدا ہی میں قبول کیا ان میں ایک حضرت بلال بھی ہیں[۶]، ابن عساکر نے اپنی کتاب تاریخ دمشق میں آپ کے اسلام لانے کا یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ آپ ایک روز اپنے آقا کی بکریاں چرانے نکلے تھے، راستہ میں ایک غار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ گوشہ نشیں تھے، نبی کریمؐ نے آپ کو دیکھا تو آواز دی۔ آپ حاضر ہوئے تو فرمایا: کیا دودھ ملے گا؟ آپ نے عرض کیا، ان بکریوں میں ایک ہی کے سلسلے میں مجھے اختیار ہے اور اسی سے میں اپنی غذا لیتا ہوں، اگر آپ چاہیں تو آج اس کا دودھ آپ دونوں پی

لیں، اور میں ایسے ہی رہ لوں، حضور نے فرمایا لے آؤ۔ آپ لیکر حاضر ہوئے تو حضور نے اس کو دوہا اور خود پیا، پھر دوہا اور حضرت ابوبکر کو پلایا، پھر دوہا اور حضرت بلال کو پلایا۔ تین مرتبہ دوہنے کے بعد بھی اس کے تھنوں میں دودھ پہلے ہی جیسا تھا، اس کے بعد رسول اللہؐ نے فرمایا: اے غلام میں اللہ کا رسول ہوں، اسلام لے آؤ،، آپ اسلام لے آئے تو نصیحت فرمائی کہ ابھی اپنے اسلام کو چھپائے رکھنا۷۔

آپ کے اسلام کی خبر جب قریش کو ہوئی تو آپ کو ستایا جانے لگا، امیہ بن خلف اور بعض دیگر لوگ آپ کو دوپہر کی تپتی ہوئی ریت پر لٹاتے اور پھر گھسیٹتے اور اس حال میں ان کا آپ سے مطالبہ ہوتا کہ اسلام چھوڑ دو، محمد کی نہ مانو اور لات وعزیٰ کو پھر پوجنے لگو، آپ انکار کرتے اور اس حال میں بھی فرماتے جاتے ،اُحد، اُحد، (خدا ایک ہے، خدا ایک ہے) ۸۔

ایک روز آپ کو اسی طرح ستایا جارہا تھا کہ ابوبکرؓ کا گزر ہوا، انہوں نے آپ کی یہ حالت دیکھی تو آپ کو خرید کر آزاد کردیا۹، آپ آزاد ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گویا غلام ہوگئے۔ ہر وقت آپ کے ساتھ آپ کے خادم کی حیثیت سے رہتے، اور گھر کے کاموں کو اکثر آپ ہی انجام دیتے ۱۰، اسی سلسلے کی ایک ذمہ داری آپ پر یہ بھی تھی کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مالی معاملات کے ذمہ دار تھے۔ جب تک مکہ میں رہے تب تک یہ ذمہ داری ذاتی نوعیت کی تھی، پھر جب مدینہ آئے اور اسلامی مملکت کی بنیاد پڑی تو آپ بیت المال کے ذمہ دار ہوئے۔ آج کل کی اصطلاح میں یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ پہلی اسلامی حکومت میں وزیر مالیات ہوئے۔ سنن اَبی داؤد وغیرہ میں خود حضرت بلالؓ کا بیان اسی مضمون کا ہے، فرماتے ہیں: ''بعث سے لے کر وفات تک حضورؐ کے پاس مال کی قبیل کا جو کچھ بھی ہوتا میں ہی اس کا ذمہ دار ہوا کرتا تھا.....۱۱ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ایک بیان آپ کے اس دعوے کی تائید کرتا ہے، فرماتے ہیں:

ولقد أتت على ثلاثون	تیس دن گزر جاتے تھے، میرے اور
من بین یوم ولیلة ومالی	بلال کے لئے کھانے کو کچھ بھی نہ ہوتا
ولبلال طعام یأكله	سوائے تھوڑی بہت اس چیز کے جو
ذو كبد الّا شئی یواریه	بلال کی بغل میں ہوتی۔

ابط بلال [12]

اب ہم بعض ایسی روایتیں اور واقعات درج کر رہے ہیں جن سے آپ کے اس منصب پر روشنی پڑتی ہے۔

ایک مرتبہ عید کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطاب فرمایا، پھر آپ کو خیال ہوا کہ عورتوں تک آواز نہ پہونچی ہوگی، اس خیال سے آپ عورتوں کے پاس آئے اور انہیں وعظ فرمایا، جس میں صدقہ اور خیرات کا حکم تھا۔ یہ وعظ ایسا اثر انگیز تھا کہ عورتیں اپنے زیورات اتار کر صدقہ کرنے لگیں۔ اس موقعہ پر ان سے وصول یابی حضرت بلال نے کی [13]

جعرانہ سے واپسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت تقسیم کیا۔ تقسیم کے وقت یہ مال غنیمت حضرت بلال کے پاس تھا اور آپ ان سے لے کر ہی بانٹ رہے تھے [14]

حضرت عبد اللہ بن عمرو عاصؓ کا بیان ہے کہ کسی غزوہ کے بعد مالِ غنیمت جمع کیا جاتا تھا تو اس وقت رسول ﷺ اس کو جمع کرنے کے لئے حضرت بلالؓ کو ہی آواز دیا کرتے تھے [15]

غزوۂ حنین کے موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تالیفِ قلب کے لئے مختلف لوگوں کو عطیات سے نوازا، اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن الفزاری کو سو سو اونٹ دئے۔ جب کہ عباس بن مرداس کو صرف پچاس اونٹ دئے۔ انہیں یہ بات ذرا ناگوار گزری اور انہوں نے اس کا شکوہ کرتے ہوئے چند اشعار بھی کہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہوا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ان کو مزید عطیات دو [16]

دارمی نے حضرت بلالؓ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ میرے پاس رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کھجور رکھی ہوئی تھی، مجھے ایک جگہ اس سے اچھی کھجور نظر آئی، میں نے دو صاع سے ایک صاع کھجور بدل لی، جب میں اسے حضورؐ کے پاس لے کر آیا تو آپ نے پوچھا، بلال! یہ کہاں سے آئیں، میں نے عرض کیا کہ اپنے دو صاع دے کر ایک صاع ایک جگہ سے لی ہیں،........آپ نے فرمایا کہ اسے واپس کر دو اور ہماری کھجور واپس لاؤ، ۱۷ یہاں اس سے بحث نہیں کہ حضورؐ نے یہ کھجوریں کیوں واپس کر دیں، بلکہ صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مال حضرت بلالؓ کے پاس رہتا تھا اور صرف رہتا ہی نہیں تھا بلکہ ان کو اس میں تھوڑا بہت تصرف کرنے کا اختیار تھا۔

حنین سے جو مال غنیمت آیا تھا اس میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہؓ کو سو اونٹ اور چالیس اوقیہ حضرت بلالؓ کے ذریعہ دلوائے ۱۸

وفد بنو ثقیف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ماہ رمضان میں آیا، اور کچھ دنوں کے بعد پورا کا پورا وفد اسلام لے آیا۔ اس وفد کے ایک رکن کا بیان ہے کہ ہمارے اسلام لانے کے بعد ہماری سحری اور ہمارے افطار کی ذمہ داری حضرت بلال پر تھی۔ ۱۹

ابن عساکر نے اپنی تاریخ دمشق میں حضرت عرباض بن ساریہؓ کی ایک ۔روایت ذکر کی ہے جس میں ان کا بیان ہے کہ میں ہر وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی رہا کرتا تھا، تبوک میں ایک رات ایسا ہوا کہ میں اپنی ایک ضرورت سے نکلا، واپس ہوا تو رسول اللہؐ کے یہاں کھانا ہو چکا تھا، آپ اپنے خیمہ میں داخل ہونے جا رہے تھے کہ آپ کی نظر مجھ پر پڑی، فوراً دریافت فرمایا: کہاں تھے؟ میں نے اپنی بات بتائی۔ اتنے ہی میں جعال بن سراقہ اور عبد اللہ بن مغفل بھی آگئے، اب ہم تین ہو گئے، اس وقت ہم تینوں بھوکے تھے اور ہم آپ کے در پر ہی رہا کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے کھانے کی تلاش میں گھر میں داخل ہوئے، لیکن وہاں کچھ نہ تھا، پھر آپ نے حضرت بلال کو آواز دی کہ ان لوگوں کے کھانے کے لئے کچھ ہے، حضرت بلالؓ نے عرض کیا کہ ہم نے اپنے سارے برتن تھیلے جھاڑ ڈالے، اب کچھ بھی نہیں، آپ نے

فرمایا: اچھا دیکھو، ہوسکتا ہے کچھ مل جائے، انہوں نے پھر وہی برتن تھیلے دیکھنے شروع کئے، اور ایک آدھ کھجور نکلتی گئی، یہاں تک کہ سات کھجوریں ہوگئیں، آپ نے ایک پلیٹ منگائی، اور ان میں یہ کھجوریں رکھ کر اپنا ہاتھ پھیرا، اور پھر کہا: اللہ کا نام لے کر کھاؤ، ہم نے کھانا شروع کیا، خود میں نے (۵۴) کھجوریں کھائی تھی اور میرے دونوں ساتھیوں نے بھی تقریباً اتنی ہی کھائی ہوں گی۔ اب جب ہم نے اپنا ہاتھ اٹھایا تو سات کی سات کھجوریں موجود تھیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بلال انہیں رکھ لو...... اسی روایت میں آگے ذکر ہے کہ صبح کے وقت ناشتہ کے لئے پھر آپؐ نے حضرت بلال کو آواز دی۔ [۲۰]

ابن عساکر کی اس روایت سے بھی واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مالیات کے ذمہ دار حضرت بلال ہی تھے، کہ آپ نے ان صحابہ کے لئے، جو تعلیم وتربیت کی غرض سے آپ ہی کے یہاں رہتے تھے، ان سے کھانے کا انتظام کرنے کے لئے کہا۔

سنن ابوداؤد کے حوالے سے حضرت بلالؓ کی جس روایت کا پہلا جملہ اوپر شروع میں نقل کیا گیا تھا، اس میں آگے چل کر کچھ مزید ایسی باتیں ہیں جو آپ کے اس منصب پر فائز ہونے کے ثبوت میں پیش کی جاسکتی ہے۔ ہم اس روایت کو صحیح ابن حبان کے حوالے سے نقل کررہے ہیں کہ اس میں بعض ایسے اضافے ہیں جن سے روایت کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے:

"...... بعث سے لے کر وفات تک حضورؐ کے پاس جو کچھ ہوتا، اس کا ذمہ دار میں ہی ہوا کرتا تھا، اگر آپ کے پاس کوئی مسلمان آتا اور آپ اس کو کم کپڑوں میں دیکھتے تو مجھے حکم دیتے، میں جاتا، کسی سے قرض لیتا، اور اس کے لئے کپڑوں اور کھانے کا انتظام کرتا، اسی درمیان ایک دن مجھ سے ایک مشرک نے روک کر کہا: اے بلال! میرے پاس خوب مال ہے، تم مجھ سے ہی قرض لیا کرو، کسی اور سے نہیں، میں نے ایسا ہی کیا، (روایت کے اگلے حصے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس سے قرض لیتے وقت ایک مقررہ مدت طے ہوئی تھی اور یہ بھی طے ہوا تھا کہ اگر

اس متعین مدت تک ادا نہیں کیا گیا تو حضرت بلالؓ اس کی بکریاں چرانے پر مامور رہیں گے، حضرت بلال کہتے ہیں) ایک دن جب کہ میں وضو کرنے کے بعد اذان دینے جا رہا تھا کہ وہ مشرک، جس سے میں نے قرض لیا تھا، تاجروں کی ایک ٹولی کے ساتھ آیا، اور مجھ کو دیکھ کر بولا، اے حبشی! میں نے کہا: ہاں، پھر اس نے مجھ سے سخت باتیں کیں، اور کہنے لگا: جانتے ہو متعین مدت میں کتنے دن باقی ہیں؟ میں نے کہا: ہاں جانتا ہوں کہ وہ مدت آیا ہی چاہتی ہے، اس نے کہا: صرف چار دن باقی ہیں (اور اگر تم نے اس سے پہلے قرض ادا نہ کیا) تو میں (قرض لیتے وقت کی) طے شدہ شرائط کے مطابق سزا دوں گا، میں نے جو تجھے مال دیا تھا وہ اس لئے نہیں تھا کہ تو یا تیرے صاحب (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے عزیز تھے، بلکہ میں نے جو تجھے مال دیا تھا تو صرف اس لئے کہ تو میرا غلام ہو جائے اور پھر میں تجھے ویسا ہی چرواہا بناؤں جیسا تو پہلے تھا، (حضرت بلال کا کہنا ہے کہ اس کی یہ بات سن کر) مجھے ایسی ہی فکر دامن گیر ہوئی، جیسی کسی بھی آدمی کو ہونی چاہیے، میں وہاں سے چلا۔ پھر میں نے اذان دی، عشاء کی نماز پڑھی، (نماز کے بعد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے گھر چلے گئے تو میں نے اجازت چاہی، آپ ﷺ نے اجازت دی، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، وہ مشرک جس کا میں نے ذکر کیا تھا، اور جس سے میں قرض لیا کرتا تھا، اس نے مجھے ایسا ایسا کہا، نہ میرے پاس اور نہ آپ کے پاس کچھ ہے کہ اس کا قرض ادا کیا جائے، اور وہ مجھے رسوا کرنے پر تلا ہوا ہے، کیا مجھے اس کی اجازت ہے کہ میں اسلام لے آنے والے قبیلوں کے پاس جاؤں (اور ان کے سامنے یہ بات رکھوں) تا کہ اللہ اپنے رسول کے لئے کچھ انتظام فرما دے اور میں اپنا قرض ادا کر دوں، آپؐ نے فرمایا: جب مناسب سمجھنا چلے جانا، حضرت بلال کہتے ہیں: میں حضورؐ کے پاس سے نکلا، گھر آیا، اور اپنا سامان سفر اپنے سر کے پاس رکھ کر افق کی جانب چہرہ کر کے لیٹ گیا، ہر تھوڑی دیر کے بعد میں اٹھتا، اور یہ دیکھ کر کہ ابھی رات ہی ہے، سو جاتا، یہاں تک کہ جب صبح کاذب ہو گئی میں نے چلنے کا ارادہ کیا، (ابھی میں ارادہ کر ہی رہا

تھا کہ) ایک آدمی آواز دیتے ہوئے آیا: اے بلال! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یاد فرمایا ہے، میں چل کر آپ کی خدمت حاضر ہوا، (راستے میں) کیا دیکھتا ہوں کہ چار اونٹ مال سے لدے ہوئے موجود ہیں۔ میں آپ کے پاس حاضر ہوا، اجازت چاہی، آپ نے مجھ سے فرمایا: خوش ہو کہ اللہ نے تمہاری ادائیگی کا انتظام فرمادیا ہے۔ میں نے الحمدللہ کہا، آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا تم نے چار اونٹ دیکھے؟ میں نے کہا: جی ہاں، آپ نے فرمایا کہ یہ اونٹ اور ان پر جو کچھ کھانا کپڑا ہے، تمہارے حوالے ہے، فرماں روائے فدک نے بطور ہدیہ بھیجے ہیں، انہیں لو اور اپنا قرض ادا کر دو۔ حضرت بلال کا بیان ہے کہ میں وہاں سے چلا، ان پر سے سامان اتارا، اور ان اونٹوں کو باندھا، پھر آکر فجر کی اذان دی، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھ لی میں بقیع گیا، اور کانوں میں انگلی دیکر (زور سے) نداء لگائی کہ جس کا کوئی قرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ ہو آکر لے جائے، میں مستقل سامان بیچتا رہا اور قرض ادا کرتا رہا، یہاں تک کہ (سب قرض ادا ہو گیا اور) میرے پاس ڈیڑھ یا دو اوقیہ بچ رہے، میں مسجد آیا، دن کا اکثر حصہ گزر چکا تھا اور رسول اللہ ﷺ مسجد میں اکیلے تشریف فرما تھے، میں نے سلام کیا، آپ نے فرمایا: کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا: اللہ نے اپنے رسول کا سارا قرض ادا کروادیا، اب کچھ باقی نہیں۔ آپ نے دریافت فرمایا: کیا کچھ بچا ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: دیکھو، (اسے کسی کو دے کر) اس کی جانب سے مجھے بے فکر دو، پھر عشاء کی نماز کے بعد حضورؐ نے بلایا اور فرمایا: کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا: میرے پاس موجود ہیں، کوئی لینے آیا ہی نہیں، آپ نے پوری رات مسجد میں ہی گزاری اور دوسرا دن بھی، دن کے آخر میں دو لوگ آئے، میں ان کو لے کر گیا، ان کے کپڑے اور کھانے کا انتظام کیا، آپ نے عشاء کی نماز کے بعد مجھ سے دریافت فرمایا: کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ نے آپ کو اس کی جانب سے بے فکر کر دیا ہے......... ''[۲۱]

سچ یہ ہے کہ یہ روایت حضرت بلال کے اس منصب پر فائز ہونے کے

ثبوت کے لئے کافی ہے، اس کے بعد کسی اور ثبوت کی ضرورت نہیں رہ جاتی، کہ اس میں بار بار ایسی باتیں بیان کی گئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مالیات سے متعلق تمام ذمہ داری آپ کے ہی کاندھوں پر تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو کچھ نوازنا چاہتے تو آپ کو حکم دیتے، اگر بالفرض کچھ نہ ہوتا تو آپ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے قرض لیتے، پھر ادائیگی کی فکر بھی آپ ہی کرتے، اور کچھ مال آتا تو حضورؐ اس کو آپ کے ہی حوالہ کر دیتے، ان سب امور پر یہ روایت دلالت کرتی ہے۔

آپ کے اسی منصب کی وجہ سے باہر سے آنے والے مہمانوں کی ضیافت وغیرہ کی ذمہ داری آپ کی ہوا کرتی تھی، کتب حدیث و تاریخ میں ایسی بہت سی مثالیں ملتی ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ مدینہ آنے والے مہمانوں (خواہ وہ اکیلے آئیں یا وفد کی شکل میں) کی ضیافت ان کو تالیف قلب کے لئے کچھ دینے دلانے اور ان جیسے بعض دیگر کاموں کی ذمہ داری آپ کی ہی تھی۔ چند مثالیں یہاں درج کی جاتی ہے:

رمضان ۹ھ میں فرماں روائے حمیر کے قاصد کے طور پر مالک بن مرارۃ الرھاوی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان کو ٹھہرانے اور ان کی مہمان نوازی وغیرہ کی ذمہ داری نبی کریمؐ نے حضرت بلال کو سونپی۔ ۲۲

سنہ ۱۰ھ میں عبداللہ البجلی اپنی قوم (بجیلۃ) کے ڈیڑھ سو آدمیوں کے ساتھ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مشرف باسلام ہوئے۔ اسی موقعہ پر ''احمس'' کے ڈھائی سو آدمیوں کا وفد قیس بن عزارۃ الحمسی کی قیادت میں حاضر ہوا اور وہ مشرف باسلام ہوئے، حضور اکرمؐ نے اس موقعہ پر بھی ان کو عطیات دینے کے لئے حضرت بلال سے کہا۔ ۲۳

اسی طرح مختلف مواقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفد تمیم، وفد مرۃ، وفد ثعلبہ، وفد تجیب، اور وفد بنو سعد ھذیم کو عطیات حضرت بلالؓ کے ذریعہ دلوائے۔ ۲۴

ذوالجوشن ضبابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بدر کے بعد حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے اس کو اسلام کی دعوت دی۔ لیکن انہوں نے اس وقت دعوت قبول نہیں کی، رسول اللہ ﷺ نے ان کے چلتے وقت حضرت بلال کو حکم دیا کہ وہ انہیں کھجوریں بطور ہدیہ دیں۔ ۲۵

رسول اللہ ﷺ نے رعیۃ السحیمی کو اسلام لانے کے لئے خط لکھا، انہوں نے یہی نہیں کہ اسلام قبول نہیں کیا، بلکہ نامۂ رسول کے ساتھ توہین آمیز سلوک کیا، جب آپ ﷺ کو اس کی خبر ہوئی، تو آپ نے ایک لشکر بھیجا، لشکر پہنچا اور ان کے گھر سے مال دولت سب لے آیا، اور ان کا بیٹا بھی بعض دیگر لوگوں کے ساتھ گرفتار ہو کر آیا، لیکن خود وہ بھاگ نکلے، بعد میں مدینہ حاضر ہوئے اور سب کچھ واپس کرنے کی درخواست کی، رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا: مال تو تقسیم ہو چکا، اور لڑکے کے سلسلے میں آپ نے حضرت بلال کو یہ حکم دیا کہ وہ رعیہ کو گرفتار شدگان کے پاس لے جائیں، اگر یہ اپنے بیٹے کو پہچان لیں (دوسری روایت کے مطابق اگر لڑکا ان کو اپنا باپ کہے) تو اسے حوالہ کر دیں۔ ۲۶ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ گرفتار شدگان (جو کہ اس عہد کی روایت و قانون کے مطابق مال ہی ہوا کرتے تھے) کی ذمہ داری بھی حضرت بلالؓ ہی کے حوالے تھی۔

ان تمام روایات سے واضح ہے کہ حضرت بلالؓ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں شعبہ مالیات کے ذمہ دار تھے، یہ ذمہ داری دو نوعیت کی تھی۔ ذاتی بھی، اور اسلامی مملکت کی بھی، مملکت کی ضروریات کے لئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی اخراجات کے لئے مالیات کی فکر زیادہ تر وہی کرتے تھے، بعض اوقات مالیات کی فراہمی بھی وہی کرتے، اور پھر ادائیگی کی فکر بھی۔ لوگوں کو عطایا ان ہی کے ہاتھ سے ملتے۔ آنے والوں کی (جو عام طور پر مملکت کے مہمان ہوتے تھے) مہمان نوازی بھی آپ ہی کے ذمہ تھی۔ قربان جایئے اس نبی رحمت پر جس نے ایک حبشی غلام کو، جو مکہ میں بکریاں چرانے پر مامور تھا، ایسی عزت بخشی کہ بڑے بڑوں کی اس کے ہاتھ سے تالیفِ قلب ہوتی رہی۔

حواشی اور مراجع

۱ أحمد بن یحیٰی البلاذری، انساب الاشراف، تحقیق ڈاکٹر محمد حمید اللہ، دار المعاف مصر: ۱/۱۸۴
۲ ایضاً،
۳ محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ: دار صادر بیروت: ۳/۲۳۲
۴ ابن منظور، مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر، دار الفکر طبع اول ۱۹۸۴ء: ۵/۲۵۴
۵ مختصر تاریخ دمشق: ۵/۲۶۷۔
۶ سنن ابن ماجہ، مقدمہ، فضل سلمان وأبی ذر والمقداد، حدیث ۱۵۰
۷ مختصر تاریخ، دمشق: ۵/۲۵۵۔۲۵۴
۸ ابن اثیر، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، داراحیاء التراث العربی: ۱/۲۰۶، ابن سعد: ۳/۲۳۲، انساب الاشراف ۱/۱۸۴۔
۹ انساب الاشراف: ۱/۱۸۵۔۱۸۴، ابن سعد: ۳/۲۳۳۔۲۳۲، اسد الغابہ: ۱/۲۰۷
۱۰ ملاحظہ ہو کتب تراجم وطبقات میں آپ کے حالات زندگی: أسد الغابہ ۱/۲۰۶، ابن سعد ۳/۲۳۲، انساب الاشراف ۱/۱۸۴۔
۱۱ سنن ابوداؤد، کتاب الخراج والامارۃ والفئی، باب فی الامام یقبل ہدایا المشرکین، حدیث ۳۰۵۵
۱۲ مسند احمد، المکتب الاسلامی: ۳/۲۸۶
۱۳ صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب وضوء الصبیان ومتی یجب علیھم الغسل والطھور.....حدیث ۸۶۳، صحیح مسلم، کتاب صلاۃ العیدین حدیث ۸۸۴۔
۱۴ صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب ذکر الخوارج وصفاتھم، حدیث ۱۰۶۳، شمس الدین الذہبی، تاریخ الاسلام (حصہ مغازی) دار الکتاب العربی، بیروت طبع دوم ۱۹۹۰ء ص ۶۰۴
۱۵ مسند احمد: ۲/۲۱۳
۱۶ ابن سعد: ۴/۲۷۳، ابن عبدربہ الاندلسی، العقد الفرید، لجنۃ التالیف والترجمہ والنشر مصر ۱/۲۷۷
۱۷ سنن دارمی، کتاب البیوع، باب فی بیع الطعام مثلاً بمثلٍ، حدیث ۲۴۶۳
۱۸ مسند احمد: ۷/۲۰۶
۱۹ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ: دار القلم بیروت: ۴/۱۸۵
۲۰ مختصر تاریخ دمشق: ۱۶/۳۴۱
۲۱ صحیح ابن حبان، کتاب التاریخ، باب صفتہ واخبارہ، ذکر ما کان یتمنی المصطفی الاقلال من ہذہ الدنیا...... حدیث ۶۳۵۱
۲۲ ابن سعد: ۱/۳۵۶
۲۳ ابن سعد: ۱/۳۴۷
۲۴ دیکھئے ابن سعد: ۱/۲۹۴، ۲۹۸، ۳۲۳، ۳۳۰
۲۵ ابن سعد: ۶/۴۸، مسند احمد ۳/۴۸۴، ۴/۶۸
۲۶ مسند احمد: ۵/۲۸۵